روہنگیا مسلمانوں کے معاشرتی مسائل اور حل کے لئے تجاویز

Social issues of Rohingya's Muslims and proposals for their solution

ابرار اللہ*
ڈاکٹر فہمیدہ بی بی**

ABSTRACT

It is innate desire of every human being to spend life at peace. Despite this, in every era and at every stage, tumors exist in society for themselves who are active against inherent desires of human beings. One reason of this is violent thoughts and ideologies and the second reason is lust for power. That's why they are busy in disturbing peace for one or the other reason.

They are active in distracting peace from human beings. Concomitantly, in order to realize their favorite task, they take the help of lies, deceit and cruelty.

In current age, terrorists of the world are creating problems amongst Muslims with Intensity. One reason for this can be attributed to the fact that so many problems are erected in Muslims that they are entangled in them and they are not in a position to comprehend or do something. The second obvious reason that comes to the fore is that there is a trap to weaken Muslims on every level.

Rohingya's Muslims are facing religious, political and social problems in Burma. First, the world is not even aware of the many problems they are passing through. Second, Rohingya Muslims' rights are exploited on a bigger scale in their country. They are kept away from education due to which they remain illiterate and they are not eligible for any job due to which unemployment along with poverty is on rise. They are subjected to unlawful taxes. Even they pay taxes to government for their own marriages. Muslims are deprived of Rohingya nationality due to which their free movement is subjected to limitations. Healthcare is in poor shape. The camps they are kept in are in poor condition due to which they are compelled to migrate.

Keywords: *Rohingya, Buddhist, Burma, Rakhine, Social issues.*

برمی حکومت نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے ایسے ایسے قوانین اور ضابطے مقرر کر رکھے ہیں جن کے بارے میں سن کر انسانیت کانپ جاتی ہے اور شرافت کا سر شرم سے جھکنے لگتا ہے۔ برمی مسلمان بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں، یہاں ہزارہا

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، یونیورسٹی آف صوابی، صوابی

بچے کسمپرسی کے عالم میں مرجھائے ہوئے چہروں کے ساتھ یہاں وہاں پھرتے نظر آتے ہیں۔ ننگے پیر چلتے پھرتے ان کے قدم پھٹ جاتے ہیں، مستقبل کی تاریکی میں جھانکتے جھانکتے ان کی نگاہیں پھٹ جاتی ہیں۔ اور بدھوں کے مظالم کا سامنا کرتے کرتے یہ اپنے ہوش حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ یہاں کی فضاؤں میں ہر وقت مجبور ماؤں بہنوں کی آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں اور عفت مآب بیٹیاں اپنی عزت وآبرو بچانے کے لئے تگ ودو میں مصروف رہتی ہیں۔

بدھ مت کے بانی و گیانی، مہاتما بدھ کا قول ہے:

Better than a thousand useless words is one useful word, hearing which one attains peace.[1]

ترجمہ: ہزار ہا کھوکھلے الفاظ سے بہتر وہ ایک لفظ ہے جو امن لے آئے۔

صد افسوس کہ برما کے انتہا پسند بدھ بھکشوؤں نے مسلمانوں پہ ظلم و ستم ڈھا کر امن و محبت کی تلقین کرنے والے اپنے مذہبی رہنما کو دنیا بھر میں شرمندہ کر دیا۔ ان کی وحشیانہ کارروائیوں کی وجہ سے روہنگیا مسلمان آج دنیا کا مظلوم ترین انسانی گروہ بن چکے۔ برما میں مسلم دشمنی کا عجوبہ سیاسی، مذہبی، معاشی اور معاشرتی بنیادیں رکھتا ہے۔ اس مقالے میں روہنگیا کے معاشرتی مسائل پر بحث کی جائے گی۔

بیرونی دنیا سے رابطہ:

میانمار میں نہتے روہنگیا مسلم آبادی کو درپیش پریشانیوں میں سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ وہ بیرونی دنیا کے ساتھ بات چیت کرنے اور ان کے ساتھ ظلم و ستم کے بارے میں بتانے سے وہ قاصر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کسی کو بھی ان علاقوں میں جانے سے روکتی ہے اور بہت سے علاقے غیر ملکیوں کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں۔

The government denied extensive evidence of atrocities, refused to allow independent investigators access to Rakhine State, and punished local journalists for reporting on military abuses.[2]

ترجمہ: حکومت نے مظالم کے وسیع شواہد کی تردید کی ہے، آزاد تفتیش کاروں کو راکھائن ریاست تک رسائی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، اور مقامی صحافیوں کو فوجی زیادتیوں کی اطلاع دینے پر سزا دی۔

میانمار کے مسلمانوں پر جو تکالیف گزر رہی ہیں اس کی تفصیلات اکٹھے کرنا سب سے مشکل کام ہے۔ اگر کوئی اراکان کے دیہاتوں یا کیمپوں میں جائے تو برمی حکام کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان مظلوم روہنگیا سے نہ ملے۔

مساجد و مدارس:

برما میں انتہا پسند بدھوں نے روہنگیا مسلمانوں کے مدرسے بند کرا دیئے۔ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ہیومن رائٹس واچ اور میانمار نامی گروپ نے برمی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مدرسے فوری طور پر کھولے اور مسلمانوں کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کا موقع دیں۔ اطلاعات کے مطابق ۱۰۰ سے زائد انتہا پسند بدھوں نے ینگون کے مضافات میں واقع روہنگیا مسلمانوں کے دو مدرسوں پر دھاوا بولا اور دھمکی دی کہ اگر یہ مدرسے بند نہ کئے گئے تو انہیں آگ لگا دی جائے گی۔ جس کے بعد مقامی انتظامیہ نے کسی عدالتی حکم نامے کے بغیر فوری طور پر دونوں مدارس سیل کر دیئے۔ اس متعصبانہ کارروائی کے بعد مقامی مسلمان دونوں مدارس میں واقع مساجد میں نماز کی ادائیگی سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔

ہیومن رائٹس واچ کے مطابق :

"مدرسوں کی بندش سے مزید ثابت ہو گیا ہے کہ برمی حکومت مسلمانوں کو تحفظ نہیں دینا چاہتی۔ ایک مدرسے کے منتظم کے مطابق انتہا پسند بودھوں نے مدرسے جبری بند کرائے ہیں۔"[3]

ان مساجد و مدارس کو بند کر کے ان کی جگہ تفریحی مقامات اور بدھوں کے لئے پگوڈوں تیار ہو رہے ہیں۔ اس طرح سے وہ مسلمانوں کے دینی تشخص کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

Mosques were turned into places of entertainment or Buddhist temples. Going on the pilgrimage (hajj), sacrificing animals, group prayer and other such forms of religious observance were all banned.[4]

ترجمہ: مساجد کو تفریحی مقامات یا بدھ پگوڈوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ حج پر جانے، جانوروں کی قربانی، اجتماعی نماز اور اس طرح کی مذہبی رسومات کی دوسری قسموں پر پابندی عائد ہے۔

میانمار میں حکومت نے مسلمانوں کے خلاف ایک مکمل پیمانے پر جنگ کا آغاز کیا ہے، خاص طور پر مساجد، مذہبی رہنماؤں اور مذہبی عقائد کو نشانہ بنایا ہے۔ روہنگیا کو اپنے مذہبی رسومات سے روکنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

سماجی مسائل:

سماجی مسائل کسی بھی سماج کے تمام افراد یا کثیر افراد کو متاثر کرتے ہیں۔ کسی بھی سماج کا مسئلہ وہاں کے تمام لوگوں کا مشترک مسئلہ ہوتا ہے جس سے سب کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔ اور سماج کے بہت سارے افراد اس کو حل کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ یہ کسی ایک فرد کا مسئلہ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ایک فرد اس کو حل کر سکتا ہے۔ کیونکہ سماج میں کئی طرح کے لوگ رہتے ہیں اور کئی قسم کے خیالات، نظریات اور تصورات جنم لیتے ہیں۔ جن سے اختلاف رائے واقع ہوتی ہے۔

اراکان کے روہنگیا مسلمانوں کو ہر حربے اور ہر طریقے سے تنگ کیا جارہا ہے۔ اور ان کو زندگی کے ہر شعبے میں انتہائی مشکل حالات میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ روہنگیا مسلمانوں کو بہت سارے سماجی مسائل کا سامنا ہے جن میں چند بڑے سماجی مسائل پر ذیل میں گفتگو کرتے ہیں:

انسانی حقوق کا استحصال:

مسلمان کی زندگی کا مقصد دوسروں کے کام آنا ہے۔ ہماری انفرادی زندگی کی کامیابی کا راز اجتماعی مفادات کے تحفظ میں ہے۔ انسانی حقوق کا تحفظ معاشرتی استحکام کے لیے ضروری ہے۔ معاشرے کے کمزور اور پسے ہوئے طبقات، جن میں اقلیتیں، خواتین، بچے اور معذور افراد شامل ہیں کے حوالے سے انسانی حقوق کی صورت حال کو بہتر بنانے اور انہیں انسانی حقوق کے بین الاقوامی چارٹر کے مطابق ڈھالنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس وقت انسانی حقوق کا بین الاقوامی چارٹر کہاں چلا جاتا ہے جب نہتے روہنگیا مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ لاکھوں روہنگیا مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ سینکڑوں خواتین کی عصمتوں کو لوٹا جاتا ہے۔ اور لاتعداد معصوم بچوں کو شہید کر دیا جاتا ہے۔

The Rohingya people have been persecuted and systematically oppressed by the Burmese military and government for years now. Residing in a western state of Myanmar, Rakhine, they have been denied citizenship and their existence as an ethnic

group dismissed, their homes have been burnt, women have endured extreme suffering and rape, children have been made orphans.[5]

ترجمہ: برمی فوج اور حکومت نے گذشتہ برسوں سے روہنگیا عوام کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا ہے۔ میانمار کی مغربی ریاست راکھائن میں رہائش پذیر روہنگیا نسلی گروہ کے برخاست ہونے کی حیثیت سے ان کی شہریت اور ان کے وجود سے انکار کر دیا گیا ہے، ان کے گھروں کو جلایا گیا ہے، خواتین نے انتہائی اذیتیں برداشت کیں ہیں، بچوں کو یتیم کر دیا گیا ہے۔

ان حقوق میں بنیادی طور پر زندگی کا حق شامل ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ کسی فرد کو تشدد، غلامی، جبری مشقت، حبس بے جا کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا یا اس کی نقل وحمل، اظہار اور انجمن سازی جیسی آزادیوں پر قدغن نہیں لگائی جائے گی۔ جبکہ برما کے ریاست اراکان میں یہ تمام ظلم اور ان کے انسانی بنیادی حقوق کی عدم ادائیگی ہو رہی ہے۔ کوئی بھی ایسا حق نہیں ہے جو روہنگیا برادری کو پورا دیا جا رہا ہو، چاہے وہ مذہبی حق ہو، سیاسی حق ہو یا معاشرتی حق ہو۔ بلکہ ان کو ہر لحاظ سے کمزور کیا جا رہا ہے۔ اور ان کے دینی تشخص کو ختم کرنے کے لئے ہر طریقہ آمایا جارہا ہے۔

اکثریت واقلیت کے مابین تعلقات:

برما میں بدھ اکثریت کے ساتھ روہنگیا مسلمانوں سمیت کئی دوسرے اقلیتیں رہ رہی ہیں۔ جن میں صرف مسلمان ہی ظلم وستم کا شکار ہو رہے ہیں۔ بدھوں اور مسلمانوں کے آپس کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں۔ جس میں سب سے بڑی وجہ یہاں کے حکام اور بدھ بھکشو مذہبی رہنما ہیں۔ جو ہمیشہ بدھوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ نفرت انگیز کلام ایسے ابلاغ کو کہتے ہیں جو کسی شخص یا گروہ، کو نسل، رنگ، جنس سمیت قومیت یا مذہب کی بنا پر بدنام کرے۔ اور یہ کام برما کے دہشت گرد چہرے والا آشین وراتھو بہت زور وشور سے کر رہا ہے۔ برما میں وراتھو نے ۹۶۹ کی ملک گیر تحریک اٹھا کر مسلم اقلیت کو بدھ اکثریت کیلئے بڑا خطرہ قرار دینے کی سرتوڑ کوششیں کیں۔ اور اپنی تمام تر تقریروں میں وہ کھل کر مسلم دشمنی بیان کرتا ہے۔ جس کے سبب اس کو ۲۵ سال قید ہوئی تھی۔

In 2003, the military government arrested Wirathu on charges of inciting religious hatred, and sentenced him to 25 years in prison.[6]

ترجمہ: ۲۰۰۳ء میں، فوجی حکومت نے وراتھو کو مذہبی منافرت بھڑکانے کے الزام میں گرفتار کیا، اور اسے ۲۵ سال قید کی سزا سنائی۔

اس کی گرفتاری اس لئے ہوئی کہ فوجی حکومت ملک امن امان لائے۔ لیکن جب فوجی حکومت ختم ہوئی تو ۹ سال بعد وراتھو کو رہائی ملی۔ تب سے وراتھو نے اہم اتحادی بنائے ہیں، جن میں فوج کے کچھ ممبران بھی شامل ہیں جو ویراتھو کی حمایت کرتے ہیں اور ۹۶۹ میں بدھ قوم پرستی کو فروغ دیتے ہیں۔ برما میں راہبوں نے بودھوں کو مسلمانوں کے ساتھ قطع تعلقات کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے خطابات میں زہر افشانی کرکے پورے برما میں بدھ مسلم فسادات برپا کرنے کیلئے ہمہ تن کوشاں ہیں۔ آشین وراتھو کہتا ہے:

I am proud, when they call me a radical Buddhist. If we are weak, our country will be Muslim.We must take care of our religion and our race. That is more important than Democracy.[7]

ترجمہ: مجھے فخر ہے، جب وہ مجھے ایک بنیاد پرست بدھسٹ کہتے ہیں۔ اگر ہم کمزور ہوئے تو ہمارا ملک مسلمان بن جائے گا۔ ہمیں اپنے مذہب اور اپنی نسل کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ جمہوریت سے زیادہ اہم ہے۔

وراتھو کا ذکر ا جولائی ۲۰۱۳ء کو ٹائم میگزین کی کور اسٹوری پر "بدھ دہشت گردی کا چہرہ" کے نام سے ہوا ہے۔

Ashin Wirathu has compared Muslims to “mad dogs,” labeled the Rohingya “the enemy”.[8]

ترجمہ: آشین وراتھو نے روہنگیا کو "دشمن"، کا لیبل لگاتے ہوئے، مسلمانوں کو "پاگل کتوں" سے تشبیہ دی ہے۔

آشین وراتھو کے منظر عام پر آنے سے پہلے بھی روہنگیا مسلمانوں پر مظالم ہوتے تھے لیکن اس کے مذہبی خطبات اور شدت پسند تحریک نے روہنگیا مسلمانوں کے لئے برما کو بے حد خطرناک جگہ بنادیا ہے۔ جہاں وہ سرکاری تعلیم تو دور کی بات ہے وہ دینی تعلیم بھی بہت پابندیوں اور مشکلات میں حاصل کرتے ہیں۔

تعلیم:

روہنگیا برادری کا ایک نہایت اہم مسئلہ جدید علوم سے ناواقفیت ہے۔ شہریت کے بغیر روہنگیا سرکاری اسکولوں میں ثانوی تعلیم تک رسائی نہیں رکھتے ہیں۔ راکھائن ریاست کے وہ مسلم طلبا جنہوں نے ہائی اسکول مکمل کیا، انہیں کالج یا یونیورسٹی میں جانے کے لئے ریاست سے باہر سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ برمی حکام یونیورسٹی کے ان مسلم طلباء کو گریجویشن کرنے سے منع کرتے ہیں جن کے پاس شہریت نہیں ہیں۔

While according to the 2015-16 Demographic and Health Survey Rakhine State has the lowest participation in early childhood education programs in the country.[9]

ترجمہ: جبکہ ۲۰۱۵-۱۶ کے مطابق ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے کے مطابق راکھائن ریاست میں ابتدائی بچپن کے تعلیمی پروگراموں میں ملک میں سب سے کم حصہ لیتے ہیں۔

روہنگیا مسلمان اور راکھائنی بدھ بچے ۲۰۱۲ء کے فسادات سے پہلے ایک ہی سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ لیکن اس کے بعد حکومتی احکامات کی وجہ سے ان کو الگ الگ سکولوں میں داخل کیا گیا۔ کیونکہ ان کو خدشہ تھا کہ اس سے تنازعات میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

Only informal education is available through temporary learning centres and religious schools or 'maktabs' which offer Arabic language and Quranic education.[10]

ترجمہ: صرف غیر رسمی تعلیم عارضی سیکھنے کے مراکز اور دینی مدارس یا 'مکتب' کے ذریعہ تعلیم موجود ہے جو عربی زبان اور قرآنی تعلیم پیش کرتے ہیں۔

روہنگیا کو نہ تو سرکاری تعلیم کی سہولت مل سکتی ہے نہ ہی سرکاری نوکری اور نہ ہی آزاد گھوم پھر سکتے ہیں۔[11]

Among Rohingya refugees who arrived in Bangladesh in 2017, 76% of those above 15 years of age had received no education.[12]

ترجمہ: ۲۰۱۷ء میں بنگلہ دیش پہنچنے والے روہنگیا پناہ گزینوں میں ۱۵ سال سے زیادہ عمر والوں میں سے ۷۶٪ بچوں نے تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

اس کی وجہ سے روہنگیا مسلمان نہ تو اعلیٰ سرکاری تعلیم حاصل کرسکتے ہیں اور نہ ہی ان کو کوئی سرکاری نوکری مل سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے روہنگیا برادری میں بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

بے روزگاری:

نقل مکانی پر پابندی اور الگ تھلگ کی پالیسیاں روہنگیا اور دوسرے مسلمانوں کو صحت کی دیکھ بھال، تعلیم اور روزگار کے مواقع تک رسائی سے ممکن نہیں ہے۔ حکام کے ہاتھوں سے امتیازی سلوک سے مسلمانوں کو ان کے حقوق نہیں ملتے ہیں۔ روہنگیا برادری کی آمدنی کے اہم وسائل ماہی گیری اور زراعت ہے۔

Rakhine has the highest unemployment rate (15-64 years) in Myanmar, accounting for 10.4% of the state population.[13]

ترجمہ: میانمار کے راکھائن ریاست میں سب سے زیادہ بے روزگاری کی شرح (۱۵-۶۴ سال) ہے، جو ملک کی آبادی کا ۱۰٫۴ فیصد ہے۔

برما کے راکھائن ریاست میں مزدوری کی شرح پورے ملک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

Around 58.8% of the population aged 15 years and older is economically active as compare to 67% at the national level.[14]

ترجمہ: ۱۵ سال اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی کا تقریباً ۵۸٫۸٪ معاشی طور پر متحرک ہے جو کہ قومی سطح کا ۶۷ فیصد ہے۔

روہنگیا برادری کے چھوٹے کاروباری حضرات کو بھی بڑے بڑے ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ معاشی طور پر بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر افراد کاروبار میں نقصان کی وجہ سے بے روزگار ہو جاتے ہیں۔

مسلمانوں سے نجی املاک چھین کر انہیں چھوٹا موٹا کاروبار بھی نہیں کرنے دیا جارہا۔[15]

ان مزدوروں میں زیادہ تر وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے برمی حکام جبری مزدوری لے رہے ہیں۔ جن میں زیادہ تر کھڈے کھودنا، سڑکوں کی مرمت کرنا اور برمی حکومت کے تعمیراتی کاموں میں حصہ لینا اور فوجی ساز وسامان کی باربرداری کرنا شامل ہے۔ اور اکثر ان کو کوئی اجرت بھی نہیں ملتی یا جو اجرت ملتی ہے وہ بروقت اور پوری نہیں ملتی جس کی وجہ سے روہنگیا برادری کو معاشی بدحالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ نابالغ بچوں کو بھی محنت مزدوری پر لگانے میں مجبور ہو جاتے ہیں۔

بچوں پر جبری مزدوری:

دنیا بھر میں معصوم بچے جن کے ہاتھوں میں عمر کے حساب سے اسکول کا بیگ ہونا چاہیے تھا، جدید دور میں کئی مقامات پر عمارات کی تعمیر میں اینٹ اٹھا کر لے جا رہے ہیں، کوئی ہوٹلوں میں جھوٹے برتن دھونے اور جھاڑو پوچا کرتے ہوئے کئی معصوم ہر علاقے میں نظر آتے ہیں۔ اس کے پیچھے غربت اور خاندان کی معاشی بدحالی، خاندان سے دوری اور وقتیہ طور یہ ایک خواہش کے ساتھ محنت شاقہ ہوتی ہے کہ جب شام کو یہ بچے گھر یا اپنے ٹھکانے جائیں تو اس کی ماں کو اپنی کمائی حوالہ کرے اور ماں کا سہارا بنے یا پھر اپنی ہی روزمرہ کی ضرورتوں کی کفالت کرے۔

بلا کسی معاوضہ کے روہنگیا مسلمانوں سے خندقوں کی کھودائی، سڑکوں کی مرمت اور فوجی ساز وسامان کی باربرداری جیسے کاموں کے لیے جبری بیگار لی جاتی ہے۔[16]

اراکان ریاست میں میانمار کے سیکیورٹی فورسز شہریوں کو جبری مشقت کی ادائیگی کے لئے لے کے جاتے ہیں۔ روہنگیا مسلمانوں کی ہجرت کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ جبری مشقت اور مزدوری ہے۔ جبری مشقت، خواہ تنخواہ دی جائے یا اجرت نہ ہو، جبری یا لازمی مزدوری سے متعلق بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کے کنونشن کی خلاف ورزی ہے، جس پر میانمار حکومت نے ۱۹۵۵ء میں دستخط کیا تھا۔

بھتہ خوری اور من مانی ٹیکس:

شمالی راکھائن ریاست میں روہنگیا برادری پر برمی حکام کی طرف سے بھتہ خوری اور من مانی ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں۔ یہ لکڑی اور بانس جمع کرنے پر ٹیکس سے لے کر خاندانی فہرستوں میں اموات اور پیدائشوں کی رجسٹریشن کے لئے فیس، مویشیوں اور پھل دار درختوں پر، اور یہاں تک کہ فٹ بال کے میچوں میں بھی مختلف من مانی ٹیکس لئے جاتے ہیں۔ ٹیکس کی قسم اور ان لوگوں کو جو رقوم ادا کرنا پڑتی ہیں ان کا اطلاق من مانی انداز میں ہوتا ہے، اور مقامی حکام پر انحصار کرتے ہوئے، ہر جگہ مختلف ہوتی ہیں۔ جس میں ٹیکس لگانے کی وہ شکل جو چاول کے دھان کے کاشتکاروں کے لئے سب سے زیادہ بوجھ رہا ہے۔

ریاست راکھائن میں حکومت کی طرف سے "چاول ٹیکس" تھا۔ اس نظام کے تحت کاشتکاروں کو اپنی فصل کا کچھ حصہ مقررہ قیمتوں پر ریاست میانمار زرعی مصنوعات تجارت(Myanmar Agricultural Products Trade)(ایم اے پی ٹی) کو فروخت کرنا پڑتا تھا۔ یہ قیمتیں مارکیٹ کی قیمت سے بہت زیادہ نیچے ہوتی ہیں، جو مارکیٹ کی قیمت سے ½ سے $^1/_8$ تک ہوتی تھیں۔ میانمار میں چاول ٹیکس چاول کی کٹائی کی اصل پیداوار کی بجائے کسان کے کاشت کردہ رقبے کے لحاظ سے ادا کرنا پڑتی تھی۔

Under a new policy of the Myanmar government, the rice tax was abolished in April 2003.[17]

ترجمہ: میانمار حکومت کی ایک نئی پالیسی کے تحت اپریل ۲۰۰۳ء میں چاولوں کے ٹیکس کو ختم کر دیا گیا تھا۔

برمی حکومت نے چاول ٹیکس ختم کرنے کے ساتھ دوسرے نئے ٹیکس لگائے جو سابقہ ٹیکسوں سے زیادہ ہے اور جن کو ادا کرنے میں روہنگیا کے مشکلات میں مزید اضافہ ہوا۔ اس حوالے سے چند انٹرویوز پیش کی جاتی ہیں۔

جنوبی مونگ ڈاؤ کے ایک ۵۵ سالہ روہنگیا شخص نے اپنے گاؤں میں ٹیکس وصول کرنے کے بارے میں بتایا۔

Almost every month I have to pay such kind of taxes ranging from 500 to 1,000 kyat. Before the rice tax was abolished, the monthly amount only varied between 100 and 200 kyat, and afterwards it increased to 500 to 2,000 kyat.[18]

ترجمہ: چاول ٹیکس کے خاتمے سے پہلے مجھے ہر مہینے تقریباً ۵۰۰ سے لے کر ایک ہزار کیات تک کے ٹیکس ادا کرنا پڑتے تھے۔ جو ماہانہ رقم میں صرف ۱۰۰ اور ۲۰۰ کیات کے درمیان فرق ہوتا تھا، اور اس کے بعد یہ ۵۰۰ سے دو ہزار کیات تک بڑھ گیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ چاول کا ٹیکس ختم کر کے اضافی ٹیکس لگا کر روہنگیا پر معاشی بوجھ مزید بڑھ گیا۔ اور ان کا معاشی استحصال میں اضافہ ہوا۔ یہاں پر بھی صرف روہنگیا مسلمانوں کو ٹیکس ادا کرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔ اور باقی تمام افراد ان ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے۔

راتھیڈانگ سے تعلق رکھنے والے ۴۵ سالہ روہنگیا شخص نے موت کے اندراج کے ٹیکس کے بارے میں بتایا:

My mother died during the last Ramadan. When I went to the Immigration officer of the NaSaKa to register her death, they charged me 1,500 kyat.[19]

ترجمہ: گذشتہ رمضان میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ جب میں ناساکا امیگریشن آفیسر کے پاس اس کی موت کا اندراج کروانے گیا تو انہوں نے مجھ سے ۱۵۰۰ کیات فیس وصول کی۔

روہنگیا مسلمانوں پر پیدائش اور موت کا اندراج کروانے پر ظالمانہ ٹیکس لاگو کر دیئے ہیں۔ جس سے ان کے معاشی معاملات بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

وسطی منگڈاؤ کے ایک ۲۷ سالہ روہنگیا شخص نے اپنے خاندان کے بچوں کے اندراج کے ٹیکس کے بارے میں بتایا:

I have three children. I registered their names in my family list and each time I had to pay 6,000 kyat.[20]

ترجمہ: میرے تین بچے ہیں۔ میں نے ان کے نام اپنی خاندانی فہرست میں درج کروائے اور ہر بار مجھے ۶۰۰۰ کیات دینے پڑے۔

چاہے ان کے حالات کیسے بھی ہوں لیکن یہ تمام ٹیکسز ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ریاستیں صرف اس حد تک اور اس انداز میں ٹیکس عائد کر سکتی ہیں جس کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ بنیادی انسانی حقوق ایمنسٹی انٹرنیشنل کو خدشہ ہے کہ روہنگیا آبادی پر ٹیکس عائد کرنا، مناسب معیار زندگی کے حق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹیکس لگانا، بسا اوقات ضرورت سے زیادہ لوگوں کو بدحالی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور یہ ظالمانہ ٹیکس ان کی معاشی استحصال کرنے کے مترادف ہے۔

شادی کے مسائل:

مسلمانوں کی نسل کشی کے لئے بھی برمی حکام نامناسب اقدامات کر رہی ہیں۔ ایک قانون کے تحت کوئی مسلمان دوشیزہ ۲۵ سال سے کم عمر میں اور کوئی نوجوان مرد ۳۰ سال سے کم عمر میں شادی نہیں کر سکتا۔ اور پھر اس شادی کے لئے بھی انہیں حکام سے ایک تحریری اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے، جو بغیر بھاری رشوت ادا کیے نہیں مل سکتا۔ رشوت کی یہ رقم اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ ہر شخص یہ ادا نہیں کر پاتا۔

In general, most Rohingya couples must pay a substantial amount of money to the NaSaKa, varying from 50,000 to 300,000 kyat.[21]

ترجمہ: عموماً زیادہ تر روہنگیا جوڑے ناساکا کو کافی رقم ادا کرتے ہیں، جو ۵۰،۰۰۰ سے ۳۰۰،۰۰۰ کیات ہوتی ہیں۔

عام طور پر دلہا اور دلہن کو دونوں کو اتنی ہی رقم ادا کرنا پڑتی ہے۔ ادائیگی کے بعد بھی اجازت نامہ آسانی سے نہیں ملتا ہے۔ اس پابندی سے خاص طور پر غریب افراد متاثر ہوتے ہیں، جو اتنی بڑی رقم ادا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو معتبر اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ اس پابندی کی وجہ سے کچھ دیہات میں پچھلے سال کے دوران کسی کی شادی نہیں ہوئی ہے۔

سیاسی آزادی:

اراکان کے مسلمانوں کو اجازت نہیں کہ وہ اپنی سیاسی سرگرمیوں کے لئے کوئی جماعت بنا سکیں، نہ ہی اسلامی تنظیمیں بنائی جا سکتی ہیں۔ اور نہ ہی رفاہی سرگرمیوں کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ کسی بھی عالمی اسلامی ادارے کو یہاں رفاہی خدمات سرانجام دینے کی بھی اجازت نہیں۔ ۱۹۶۲ء سے پہلے جو روہنگیا کی تنظیمیں تھیں ان کو بھی جنرل نیون نے ختم کر دیا تھا۔ تب سے روہنگیا کی کوئی بھی سیاسی تنظیم یا جماعت نہ بن سکی۔

آزادی رائے:

بہت معیوب بات ہے کہ تہذیب نو کے اس دور میں جب آزادی رائے کا احترام ایک عوامی مسلک بن چکا ہے، برما کے مسلمان اپنی آزادی رائے کے حق کو استعمال نہیں کر سکتے، کیونکہ برمی حکمران مسلمانوں کو آزادی رائے دینے کے لئے تیار نہیں۔

اگر روہنگیا برادری کے کسی قسم کی کوئی بھی ظلم وزیادتی ہوتی ہے تو وہ شکایت کے لئے عدالت سے رجوع نہیں کرسکتے۔ اگر کوئی عدالت پہنچ جائے تو عدالت میں ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔

میانمار میں نامہ نگاروں کو قانونی اور عدالتی ہراساں کرنے کے بارے میں اقوام متحدہ کی ستمبر ۲۰۱۸ء کی ایک رپورٹ میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ

Impossible for journalists to do their job without fear or favor.[22]

ترجمہ: صحافیوں کے لئے بغیر کسی خوف اور حمایت کے اپنا کام کرنا ناممکن ہے۔

برمی حکومت نے ۲۰۱۸ء میں عوام کو حکومت یا فوج کے خلاف پُرامن اظہار میں تنقیدی الفاظ استعمال کرنے والوں کو گرفتار کرنے اور قید کرنے میں اضافہ کردیا ہے۔ کوئی بھی شخص حکومت یا فوج کے خلاف تنقیدی یا مبہم الفاظ استعمال نہیں کرسکتا۔ جس پر قید یا جرمانہ عائد ہو سکتا ہے۔

نقل وحرکت:

مسلمان اگر ینگون یا کسی بھی دوسرے شہر کا سفر کرنا چاہے تو یہ حکومت کی نظر میں بدترین جرم سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے لئے یہ بھی ممنوع ہے کہ وہ ایک بستی سے دوسری بستی میں بغیر سرکاری اجازت نامہ کے داخل ہوں۔ اگر ایک مسلمان کسی مہمان کو اپنے گھر میں ٹھہرانا چاہتا ہے، اگرچہ وہ اس کا قریبی رشتہ دار یا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو، تو اسے اس کے لئے سرکاری اجازت نامہ پہلے حاصل کرنا ہوگا اور کسی مسلمان کا دوسرے کے گھر میں رات کو ٹھہرنا تو قطعاً ممنوع ہے، سرکار کی نظر میں یہ جرم اتنا بھاری ہے کہ اس کی سزا میں میزبان کا گھر گرایا جاسکتا ہے یا اسے گرفتار کیا جاسکتا ہے اور یا پھر اسے خاندان سمیت ملک بدر کیا جاسکتا ہے۔

In response to the 2012 violence, the Burmese authorities have required Rohingyas residing in Rakhine state to obtain official travel permits to travel between townships and outside the Rakhine state.[23]

ترجمہ: ۲۰۱۲ء کے تشدد کے نتیجے میں برمی حکام نے ریاست راکھائن میں مقیم روہنگیا کو بستیوں اور راکھائن ریاست سے باہر اور شہر کے درمیان سفر کرنے کے لئے سرکاری سفری اجازت نامہ حاصل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔

سفری اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے روہنگیا کو کم از کم ایک ہفتہ پہلے فارم ۴ نامی ایک فارم جمع کرنا پڑتا ہے، جس میں پاسپورٹ سائز کی تصاویر کے ساتھ، اپنے گاؤں کے حکام کی سفارش کا خط، گھریلو فہرست کی ایک کاپی، پڑوسیوں کی سفارش کے دو خطوط اور فیس ادا کرنے کے لئے رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ سفری اجازت نامہ حاصل کرتے ہیں تو اپنی مطلوبہ منزل کی بستی پہنچنے پر روہنگیا کو مقامی امیگریشن آفس میں اندراج کروانا ہوتا ہے۔ اور انہیں اپنی روانگی سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ اگست ۲۰۱۷ء کے ارساکے سرحدی چوکیوں پر حملے کے بعد سفری اجازت ناموں میں بہت کمی آئی ہے۔ فوج کے مسلح دستے ہر وقت مسلمانوں کی بستیوں کا گشت کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نقل وحرکت پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ اور قانون کی ذراسی خلاف ورزی پر انتہائی عبرتناک سزائیں دیتے ہیں۔ اور ان سزاؤں میں بچوں یا بڑوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہاں کے مسلمان ہر وقت ظالم برمی فوج کے محاصرے میں رہتے ہیں اور اس کے رحم وکرم پر جیتے ہیں۔

شہریت:

برما کی آزادی کے بعد روہنگیا مسلمانوں کو شہریت کا حق دینے سے انکار کردیا تھا، جس کی وجہ سے مسلمانوں نے مسلح

تحریک آزادی شروع کر دی، اس تحریک کے نتیجے میں مے یو فرنٹیئر ایڈ منسٹریشن تشکیل پائی اور چار جولائی ۱۹۶۱ء کو مسلم مجاہدین کی طرف سے ہتھیار ڈالنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حکومت کی طرف سے جنرل آؤن جی نے کہا:

آپس میں رشتہ دار ہونے کے باوجود سرحد کے اس پار رہنے والے پاکستانی ہیں اور سرحد کے اس طرف رہنے والے برمی، اسی لئے آج میں صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ مے یو فرنٹیئر کے باشندوں کو جمہوریہ برما کی دیگر اقلیتوں کی طرح ایک مستقل اقلیت سمجھتے ہیں۔[24]

روہنگیا مسلمانوں کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ برمی حکومت ان کو اپنے ملکی باشندے نہیں سمجھتی۔ یہ مسئلہ اس وقت زیادہ گہرا ہو گیا ہے جب آئین میں ان کو شہریت کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ چنانچہ حکومت ان کو شہریت دینے سے انکاری ہے۔ شہریت سے محرومی کا مطلب یہ ہے کہ روہنگیا کو مکمل شہری تسلیم نہیں کیا جاتا۔ علاوہ ازیں اس کے نتیجے میں یہ جائیداد اور ووٹ کے حق سے بھی محروم ہوں گے۔ حکومت ان سے کہتی ہے کہ وہ روہنگیا کے متبادل کے طور پر اپنے آپ کو چٹا گانگ کے بنگالیوں کے طور پر متعارف کرائیں۔

Under the 1982 Citizenship Act, the Myanmar government effectively rendered the Rohingyas stateless.[25]

ترجمہ: ۱۹۸۲ء میں شہریت ایکٹ کے تحت میانمار کی حکومت نے مؤثر طریقے سے روہنگیاؤں کو بے ریاست کر دیا۔

سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان کیمپوں میں شب و روز بسر کر رہے ہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ حالات کیسے بھی ہوں انھیں ان کی شناخت مل جائے۔

In actual fact, although there are (135) national races living in Myanmar today, the so-called rohingya people are not one of them. Historically, there has never been a 'Rohingya' race in Myanmar. The very name Rohingya is a creation of a group of insurgents in the Rakhine State. Since the First Anglo-Myanmar War in 1824, people of Muslim Faith from the adjacent country illegally entered Myanmar particularly Rakhine State. Being illegal immigrants they do not hold immigration papers like other nationals of the country.[26]

ترجمہ: اصل حقیقت میں اگرچہ آج میانمار میں (۱۳۵) قومی گروہ مقیم ہیں ان میں نام نہاد روہنگیا شامل نہیں۔ تاریخی طور پر میانمار میں کبھی بھی روہنگیا گروہ نہیں تھا۔ روہنگیا نام ریاست راکھائن میں باغیوں کے ایک گروپ کی تخلیق ہے۔ ۱۸۲۴ء میں پہلی اینگلو میانمار کی جنگ کے بعد سے، ملحقہ ملک سے تعلق رکھنے والے مسلمان مذہب کے لوگ غیر قانونی طور پر میانمار میں خاص طور پر راکھائن ریاست میں داخل ہوئے۔ غیر قانونی تارکین وطن ہونے کی وجہ سے وہ ملک کے دوسرے شہریوں کی طرح امیگریشن کے کاغذات نہیں رکھتے ہیں۔

برمی حکام کسی بھی طرح روہنگیا برادری کو اپنے شہری تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اگرچہ تاریخی اور کاغذی طور پر ان کے اراکان کے مستقل باشندے ہونے کے واضح ثبوت موجود ہیں۔

نقل مکانی:

روہنگیا برمی افواج اور بدھوؤں کی وحشت و بربریت کا شکار ہے۔ مسلم اکثریت کا یہ صوبہ اس ظلم و جبر اور وحشیانہ تشدد

کے باعث مسلمانوں کے وجود سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔ شادی پر پابندی، روزگار، تعلیم، مذہبی آزادی اور آزادئ نقل و حرکت جیسے معاملات پر حکومتی پالیسیاں روہنگیا کے خلاف ایک منظم امتیازی سلوک کی نشانیاں ہیں۔

Between August 25, 2017 and January 7, 2018 more than 647,000 Rohingya have fled.[27]

ترجمہ: ۲۵ اگست ۲۰۱۷ء سے ۷ جنوری، ۲۰۱۸ء کے درمیان ۶۴۷،۰۰۰ سے زیادہ روہنگیا ہجرت کر چکے ہیں۔

اور ہیومن رائٹس واچ کے مطابق اب تک:

More than 730,000 Rohingya have fled to neighboring Bangladesh since the military campaign of ethnic cleansing began in August 2017.[28]

ترجمہ: اگست ۲۰۱۷ء میں نسلی صفائی کی فوجی مہم شروع ہونے کے بعد سے ۷۳۰،۰۰۰ سے زیادہ روہنگیا ہمسایہ ملک بنگلہ دیش چلے گئے ہیں۔

ان تمام وجوہات کی بناء پر کچھ مسلمانوں کو اس ملک سے ہجرت کرنی پڑ رہی ہے۔ پھر بھی اس ہجرت کے باوجود، اراکان کی اکثریت اب بھی وہاں موجود ہے۔ جس کے لئے برمی حکمرانوں نے مزید دباؤ بڑھایا۔

مسلمانوں کو جلاوطن کر کے ان کی زمینوں پر برما کے دوسرے علاقوں سے بدھوں کو لا کر یہاں آباد کیا جاتا ہے۔[29]

اس ظالمانہ عمل کے نتیجے میں، ایک ملین سے زیادہ مسلمان برما چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ برمی حکومت نے کئی سالوں سے غیر ملکی صحافیوں اور یہاں تک کہ سیاحوں کو جانے سے منع کرتے ہیں۔

روہنگیا کی کیمپوں میں حالات:

میانمار کی ریاست اراکان میں کئی صدیوں سے آباد لاکھوں روہنگیا مسلمانوں کو کیا پتہ تھا کہ جس زمین پر انہوں نے آنکھ کھولی وہی زمین ان کے لئے تنگ کر دی جائیگی۔ بدھ مت کے شدت پسندوں کی بڑھتی ہوئی پر تشدد کارروائیوں سے پریشان سینکڑوں برمی مسلمانوں کیمپوں میں انتہائی ناقص صورت حال میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میانمار میں بسنے والے اقلیتی روہنگیا مسلمانوں پر ظلم و ستم کے نتیجے میں لاکھوں افراد اپنا گھر بار چھوڑ کر مختلف کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

نقل مکانی پر پابندی داخلی طور پر بے گھر ہونے والے (آئی ڈی پیز) روہنگیا پر سخت پابندیاں عائد ہیں۔ ۲۰۱۲ء میں پُر تشدد واقعات کے بعد، ایک اندازے کے مطابق ۱۲۰،۰۰۰ روہنگیا راکھائن ریاست کے ۳۶ کیمپوں میں قریبی شہر سٹوے میں رہائش پذیر ہیں۔ اور وہاں ان پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد ہیں۔

Rohingyas are not allowed to leave the camps without permission.[30]

ترجمہ: روہنگیا برادری کو بغیر اجازت کیمپوں سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

سٹوے شہر میں جو کیمپ بنے ہیں ان میں نقل مکانی کرنے والے افراد اور دیہاتوں سے بے گھر افراد جمع ہیں۔ اس کے چاروں طرف خاردار تاروں کی باڑ لگی ہوئی ہے، جو پوری دنیا سے آبادی کو الگ کرنے کی ایک مثال ہے۔ کیمپ کے دو راستے ہیں۔ اور داخلہ کے لئے زائرین کو چوکیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بین الاقوامی زائرین کے لئے باضابطہ اجازت ضروری ہے، تاہم میانمار کے شہری آنے جانے کے لئے آزاد ہیں۔ کیمپوں میں بہت سے بے گھر افراد خوراک، رہائش، صحت کی دیکھ بھال اور دیگر ضروری خدمات کے لئے انسانی ہمدردی کی تنظیموں پر انحصار کرتے ہیں۔ اور راکھائن کے مقامی تاجر کھانا، سامان اور دیگر اشیا لاتے ہیں جو کیمپ مارکیٹوں میں فروخت کرتے ہیں۔

Access to the camps from the villages is controlled by both military and police checkpoints, and villagers reported having to pay an unofficial fee of around 2,000 kyats (US$2) to pass through the military checkpoint.[31]

ترجمہ: دیہاتوں سے کیمپوں تک رسائی فوج اور پولیس چوکیوں دونوں کے زیر کنٹرول ہے، اور دیہاتی کہتے ہیں کہ فوجی چوکی سے گزرنے کے لئے تقریباً ۲۰۰۰ ہزار کیات (۲ مریکی ڈالر) کی غیر سرکاری فیس ادا کرنا پڑتی ہے۔

روہنگیا مسلمان ان کیمپوں میں بہت اذیت اور مشکل حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ جہاں ان کو بنیادی انسانی حقوق بھی میسر نہیں۔

حفظان صحت کا معیار:

ریاست کا بنیادی فرض ہے کہ وہ اپنے تمام شہریوں کو بلا امتیاز مذہب، جنس، ذات، عقیدہ اور نسل کے زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو بشمول صحت اور علاج معالجہ کی سہولتوں کو یقینی بنائے۔ عوام کو صحت عامہ کی بہتر سہولتیں فراہم کرنا ضروری ہے کیونکہ صحت مند افراد ہی قوم کی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

روہنگیا کے لئے بے حسی اور ان کی نقل و حرکت پر سخت پابندیوں کی وجہ سے صحت کی خدمات تک رسائی اور ان کا استعمال مشکل بنا ہوا ہے۔ دیرینہ امتیازی سلوک اور سفری پابندیوں کے نتیجے میں سرکاری اسپتالوں سمیت باضابطہ صحت کی خدمات تک محدود پابندی سے روہنگیا مہاجرین میں پائے جانے والے صحت کے خراب نتائج کا سبب بنا ہے۔

ریاست راکھائن میں عام طور پر صحت کی دیکھ بھال تک رسائی بہت مشکل ہے۔ راکھائن ریاست سے متعلق مشاورتی کمیشن کی حتمی رپورٹ کے مطابق، راکھائن ریاست میں ہر ۱۰۰۰۰ افراد میں صرف پانچ افراد صحت مند ہیں، جو قومی اوسط ۱۶ افراد کی اوسط سے بھی کم ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (ڈبلیو ایچ او) کے ذریعہ صحت کے عملی نظام کو برقرار رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔ انفراسٹرکچر کی کمی، سڑکوں کی خراب صورت حال اور ناقص ادویات کا مطلب یہ ہے کہ ریاست میں تمام برادریوں کو اپنی ضروری صحت کی دیکھ بھال تک رسائی میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم، روہنگیا اور دوسرے مسلمانوں کو سنگین طبی حالتوں کے لئے، خاص طور پر ہنگامی طبی علاج، صحت کی دیکھ بھال تک رسائی میں اضافی رکاوٹوں کا سامنا کرتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ ان کی نقل و حرکت پر امتیازی پابندیاں ہیں۔

ریاست شمالی راکھائن میں سفری پابندیوں اور چوکیوں سے گزرنے کی وجہ سے روہنگیا کے مقامی اسپتالوں اور صحت کے مراکز تک رسائی میں مشکلات پیش آتی ہیں، جبکہ وسطی راکھائن ریاست میں نقل و حرکت پر پابندی کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ تر روہنگیا اپنے قریبی اسپتالوں تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

the townships of Kyauktaw, Mrauk-U and Minbya govern 96 Sub Rural Health Centers, 20 Rural Health Centers, six Station Hospitals and three township Hospitals, and yet from all of these facilities, only one Station Hospital is open to Muslim patients.[32]

ترجمہ: کیوکاٹو، مروک یو اور منبیا کی بستیوں میں زیر انتظام ۹۶ ذیلی دیہی صحت مراکز، ۲۰ دیہی صحت مراکز، چھ اسٹیشن اسپتال اور تین بستی اسپتال ہیں، اور ان تمام سہولیات سے صرف ایک اسٹیشن اسپتال مسلم مریضوں کے لئے کھلا ہے۔

شمالی راکھائن ریاست میں شدید طبی حالت میں مبتلا یا ہنگامی طبی علاج کی ضرورت پیش آنے والے مسلمان غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ سیٹوے جنرل اسپتال بھیجنا چاہے، جس کے لئے متعلقہ ٹاؤن شپ میڈیکل آفیسر سے پہلے اجازت لیناضروری ہے، اور سیٹوے جنرل ہسپتال سے منظوری لینا بھی ضروری ہے۔ روہنگیا برادری کو علاج معالجہ میں ان تمام مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور ان تمام مشکلات کی وجہ سے روہنگیا برادری کی صحت عمومی طور پر بہت ناقص رہتی ہے۔ اور بروقت علاج نہ ہونے کی وجہ سے اکثر افراد بیمار رہتے ہیں۔

تجاویز

1. برمی حکومت کو چاہیے کہ وہ روہنگیا مسلمانوں کی اصل حالات کو دنیا کے سامنے لانے کے لئے صحافی برادری کو وہاں جانے کی اجازت دے دیں۔ تاکہ بیرونی دنیا ان کے حالات سے باخبر ہوسکے۔
2. برمی حکومت مسلمانوں کے عبادت خانوں کو مسمار کرنا بند کریں۔ اور ان کی مرمت کی عام اجازت دے دیں۔
3. روہنگیا کے حقوق کا استحصال کرنا بند کریں۔ اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے مناسب اقدامات کریں۔
4. برمی حکومت ایسی پالیسیاں بنائیں کہ اکثریت اور اقلیت کے مابین ایک خوشگوار ماحول پروان چڑھ سکے۔
5. ایسے متشدد مذہبی رہنماؤں کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے جو اقلیتوں کے خلاف نفرت پھیلائے اور معاشرتی ماحول کو خراب کریں۔
6. روہنگیا کو تعلیم کے مواقع فراہم کرکے بے روزگاری کا خاتمہ ہو کر وہ ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکیں۔
7. روہنگیا کی سیاسی آزدی سے برمی معاشرہ ترقی کی طرف گامزن ہو گا، اس لئے روہنگیا کو سیاسی آزدی ملنی چاہیے۔
8. بلاجواز قید کسی بھی معاشرے کا سرطان ہے اس لئے روہنگیا کی نقل و حرکت کی آزادی دینی چاہیے۔
9. روہنگیا شہریت ختم کرنا تمام مسائل کی جڑ ہے لہٰذا روہنگیا کی شہریت کو بحال کر کے ان کے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔
10. روہنگیا کیمپوں میں حالات کا جائزہ لے کر برمی حکومت کو ان کے مسائل کو سنجیدگی سے حل کرنا چاہیے۔

حاصل بحث:

مسلمانوں کو آزادی دینے سے انکار کے ساتھ ساتھ برما حکومت کی طرف سے وحشیانہ تشدد اور ظلم و ستم کا سلسلہ بھی جاری رہتاہے اور ہر کچھ عرصہ بعد اس میں تیزی آجاتی ہے۔ برمی حکمران ملک سے اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے پر تلے ہوئے ہیں اور ہر قیمت پر وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ قتل و غارت گری، مذہبی مقامات کے تقدس کی پامالی، شعائر اسلام کی بے حرمتی، اسلامی ثقافت و تہذیب کے ساتھ استہزاء اور مذاق برمی حکمرانوں کے عمومی ہتھکنڈے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں فوج کے برسر اقتدار آنے کے بعد مظالم کا جو وحشیانہ سلسلہ شروع ہوا اس نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے اور معتبر ذرائع کے مطابق اب بھی تمام ظلم و ستم سرکاری سرپرستی میں جاری ہے۔ مسلمانوں کا بلاجواز قتل، انہیں نقل مکانی پر مجبور کرنا، ان پر اقتصادی پابندیاں عائد کرنا، انہیں اپنی اسلامی ثقافت ترک کرنے پر مجبور کرنا اور اپنی سرزمین سے محروم کرنا، فوج کے وہ عمومی ہتھکنڈے ہیں جن کا سالہا سال سے اراکانی مسلمان سامنا کر رہے ہیں۔ برمی فوج تیزی کے ساتھ اراکان میں مساجد اور تاریخی مدارس کو شہید کر رہی ہے۔ ایک طرف اسلامی عمارتوں کے انہدام کا یہ سلسلہ جاری ہے اور دوسری طرف مسلمانوں پر یہ پابندی ہے کہ وہ کوئی ایسی عمارت تعمیر نہیں کر سکتے جس کا تعلق مذہب سے ہو، نہ ہی کوئی ایسا ادارہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

مسلمانوں کے خلاف ان اقدامات نے، مسلمانوں میں خوف ودہشت پھیلار کھاہے اور اپنی زمین پر رہتے ہوئے وہ اس پر مجبور ہیں کہ اسے چھوڑ جائیں۔ اراکانی مسلمانوں کی اس بے رحمانہ خونریزی کو بودھ مسلم فسادات یا نسلی فسادات کا عنوان دے کر فریقین کے درمیان کشمکش بتایا جارہاہے حالانکہ یہ سب کچھ یک طرفہ ہے۔ قتل بھی صرف مسلمان ہورہے ہیں، مکانات صرف ان کے جل رہے ہیں، وہی جلاوطن ہورہے ہیں، پناہ گزینوں کے کیمپوں میں صرف ان کا بسیرا ہے اور انہی پر عرصۂ حیات تنگ کردیا گیا ہے۔

---

[1] https://nanda.online-dhamma.net/tipitaka/sutta/khuddaka/dhammapada/dhp-contrast-reading/dhp-contrast-reading-en-chap08/ (Accessed December 2, 2021)

[2] https://www.hrw.org/world-report/2019/country-chapters/burma (Accessed December 2, 2021)

[3] http://www.alqalamonline.org/index.php/alqalam-old-articles/news-imp/7855-594-miyanmar-inteha-pasand-bodhon (Accessed December 3, 2021)

[4] https://www.rohingya.org/myanmar-a-people-facing-buddhist-violence/(Accessed December 3, 2021)

[5]https://www.amnesty.org.uk/blogs/childrens-human-rights-network-blog/violence-exploitation-sex-trafficking-rohingya-children (Accessed December 4, 2021)

[6] Marella Oppenheim, "'It only takes one terrorist': the Buddhist monk who reviles Myanmar's Muslims," The Guardian, May 12, 2017 https://www.theguardian.com/global-development/2017/may/12/only-takes-one-terrorist-buddhist-monk-revilesmyanmar-muslims-rohingya-refugees-ashin-wirathu. (Accessed December 4, 2021)

[7] Society for Threatened Peoples, The Rohingya People in Burma, Published Society for Threatened Peoples, March 2014,P:14 http://cgsdu.org/wp-content/uploads/2019/03/Rohingy-Memorandum_ENGLISH.pdf (Accessed December 4, 2021)

[8] Thomas Fuller, "Extremism Rises Among Myanmar Buddhists," New York Times, June 20, 2013. http://www.nytimes.com/2013/06/21/world/asia/extremism-rises-among-myanmar-buddhists-wary-of-muslim-minority.html. (Accessed December 4, 2021)

[9] Ministry of Health and Sports, Myanmar Demographic and Health Survey 2015-16, March 2017, P:286, https://dhsprogram.com/pubs/pdf/FR324/FR324.pdf (Accessed December 5, 2021)

[10] https://www.aljazeera.com/indepth/features/formal-schools-jobs-young-rohingya-left-lurch-180413124136851.html (Accessed December 5, 2021)

[11] محمد فاروق عزمی، مسلمانوں کی قتل گاہ، قلم فاؤنڈیشن اردو بازار لاہور، ص:٧٦

[12] Bhatia, A., Mahmud, A., Fuller, A., Shin, R., Morshed, K.., Rahman, M.,,Shatil, T., Sultana, M., Balsari, S., Leaning, J. , A rapid needs assessment among the Rohingya and host communities in Cox's Bazar, Bangladesh: a randomized survey. 2018: https://osf.io/nbr3f/ (Accessed December 5, 2021)

[13] The Republic of the Union of Myanmar. Department of Population, Ministry of Immigration and
Population. "Rakhine State: Census Report Volume 3-K." dop.gov.mm. May 2015, P:2

[14] The Republic of the Union of Myanmar. Department of Population, Ministry of Immigration and

Population. “The Union Report: Census Report Volume 2.” dop.gov.mm. May 2015, P:29

[15] مولانا سیف اللہ خالد، المیہ اراکان، ماہنامہ چشم بیدار، ستمبر ۲۰۱۲ء، جلد نمبر ۶، شمارہ نمبر:۹، رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ص:۱۴

[16] مولانا سیف اللہ خالد، المیہ اراکان، ماہنامہ چشم بیدار، ستمبر ۲۰۱۲ء، جلد نمبر ۶، شمارہ نمبر:۹، رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ص:۱۴

[17] New Light of Myanmar, the SPDC official newspaper, 24 April 2003.

[18] Amnesty International May 2004,P:28

[19] Amnesty International May 2004,P:29

[20] Ibid

[21] Noah Berlatsky , Burma Genocide & Prescution,gale and green heaven press, USA, 2015, P:36

[22] https://www.hrw.org/world-report/2019/country-chapters/burma (Accessed December 8, 2021)

[23] Amnesty International, 2017. ‘Caged without a Roof’ Apartheid in Myanmar’s Rakhine State, London.

[24] مے یو کا مستقبل، اتحاد پبلی کیشنز انٹر نیشنل، طبع دوم، سابے کماں پریس ۳۶۱ پروم روڈ رنگون برما، جنوری، ۲۰۰۶ء، ص:۶

[25] Ullah AKM Ahsan. (2013). Irregular migrants, Human rights and Securitization in Malaysia: A policy analysis, In Globalization and Social Transformation in the Asia Pacific: The Australian and Malaysian Experience” Claudia Tazreiter, ed, London: Palgrave McMillan, P: 270-295
http://web.isanet.org/Web/Conferences/HKU2017-s/Archive/dd088865-65b9-4133-8f49-525700574b98.pdf (Accessed December 10, 2021)

[26] Press Release of the Ministry of Foreign Affairs of the Union of Myanmar, 26 February 1992. See also: Political Situation of Myanmar and its Role in the Region, Col. Hla Min, Office of Strategic Studies, Ministry of Defence, Union of Myanmar, February 2001, p. 95-99.

[27] UNHCR STATISTICS (2018) “UNHCR's populations of concern”
http://popstats.unhcr.org/en/overview#_ga=2.17602617.185679278.1525980150-1356971153.1525980150 (Accessed December 11, 2021)

[28] https://www.hrw.org/world-report/2019/country-chapters/burma (Accessed December 11, 2021)

[29] مولانا سیف اللہ خالد، المیہ اراکان، ماہنامہ چشم بیدار، ص:۱۴

[30] Amnesty International, 2017. ‘Caged Without a Roof’ Apartheid in Myanmar’s Rakhine State, London.P:53
https://www.amnesty.org/en/documents/asa16/7484/2017/en/ (Accessed December 12, 2021)

[31] Amnesty International, 2017. ‘Caged Without a Roof’ Apartheid in Myanmar’s Rakhine State, London.P:55

[32] United Nations and Partners, Humanitarian Response Plan 2017, January-December 2017, December 2016, P:10,
https://reliefweb.int/sites/reliefweb.int/files/resources/2017_myanmar_hrp_final.002.pdf (Accessed April 16, 2020)